خوشحال خان خٹک کے سیاسی نظریات

Political Ideas of Khushal Khan Khattak

محمد نعمان یوسف*

ڈاکٹر عصمت اللہ مروت**

Abstract

Khushal Khan Khattak was a leading Pashtun intellectual and a remarkable personality; excelling in many fields like poetry, philosophy, medicine, hunting, fighting and politics etc. His political thoughts and vision has comprehensive and rationalistic nature. It has a wide appeal and ranges to international political circles and debates. His ideas are influenced and reinforced by the socio political condition of the then region of the Pakistan Afghan border predominantly and the socio-political construct of the regional due to the Mughal influence and rule in the region and Mughal Pakhtun conflict that shape Khushal political ideas to a significant extent. The region in which khushal lived in those times was a trouble geography a constantly in conflict with Mughal. The paper discusses the political vision of Khushal Khan Khattak through empirical and scientific analysis and research.

تلخیص

خوشحال خان خٹک پشتون تاریخ میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے سیاسی نظریات نسبتا جامع اور حقیقت پسندانہ تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بین الا قوامی طور پر زیر بحث رہتے ہیں۔پشتون قبائلی روایات اور عصبیت ان کے نظریات کا خاصہ ہیں۔ یہ ان کے سیاسی نظریات کو سائنسی بنیادوں پر پرکھنے کی ایک تحقیقی کاوش ہے۔

---

* ایم فل سکالر، قومی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ مطالعہ پاکستان اینڈ بی ایس پروگرام کوآرڈینیٹر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، لکی مروت، خیبرپختونخوا۔

تعارف

خوشحال خان خٹک کی نظریاتی اور علمی خدمات ہمہ جہت ہیں جو شاعری، فلسفہ، طب، شکار، ازمیہ اور سیاست تک پھیلی ہوئی ہیں۔ان کے سیاسی نظریات پر اُس وقت کے پشتون سماج کی معاش، معاشرتی اور سیاسی حالات کا اثر ہے، جس میں افغان مغل چپقلش نمایاں ہے۔ خوشحال خان کا مسکن جنگ وجدل کا مرکز رہا۔ان کے سیاسی نظریات کا دو پہلوؤں سے جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ ایک جب وہ مغلوں کے ساتھی رہے اور دوسرا جب ان کے مخالف رہے۔۱

خوشحال خان خٹک سے پہلے بھی یہ علاقہ مغل افغان مخاصمت کا شکار رہا۔خوشحال اورنگزیب عالمگیر کے عہد سے پہلے مغل سلطنت کے وفادار تھے۔شاجہان کے زمانے میں وہ اٹک سے پشاور شاہراہ کے نگرانِ اعلیٰ رہے۔انہوں نے اپنی صلاحیتیں اور ذہانت مغلوں کے مفادات کو تحفظ دینے میں حرف کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے مغلوں کو خوش کر نے کے لئے پشتونوں کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ البتہ وہ مغلوں کی مخالفت پر اس وقت اتر آئے جب وہ سید احمد، بہادر خان اور فیروز کی مشترکہ شازش کا شکار ہو کر پابند سلاسل ہوئے۔ کیونکہ یہ لوگ اس خطے میں خوشحال کو اپنے مفادات کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ اس قید نے خوشحال کو ہمیشہ کے لئے مغلوں کا مخالف بنا دیا۔۲

سیاسی نظریات کا بنیادی اور اہم ماخذ

خوشحال خان خٹک کے سیاسی نظریات کی وضاحت (دستار نامہ) میں موجود ہے۔ اس کی تصنیف کا موازنہ میکیاولی کی کتاب 'دی پرنس' سے کیا جاتا ہے۔ 'دی پرنس' جدید سیاسی فلسفے اور حقیقت پسندی کا ماخذ تصور کی جاتی ہے۔ 'دستار نامہ' میکیاولی کی کتاب سے معاشرتی اور سیاسی پس منظر کے لحاظ سے مختلف ہے۔

خوشحال خان خٹک کے زمانے میں بادشاہت ایک طرز حکمرانی تھی۔ اور تصنیف و تالیف میں کامیاب بادشاہ کو ایک ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔خوشحال خان خٹک نے اپنی تصنیف 'دستار نامہ' میں ایک کامیاب بادشاہ کا تنقیدی نقشہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے اس بات کا جامع جائزہ لیا ہے کہ ایک مثالی حکمران میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئے۔اس کا طرزِ

حکمرانی کیسا ہو۔ 'دستار نامہ' میں اقتدار اعلیٰ کا تصور بھی موجود ہے، اور اس بات کا بھی واضح طور پر جائزہ لیا ہے کہ ایک حکمران دستار فضلیت کا مستحق کب ٹھہرتا ہے۔ایک مثالی حکمران میں ذہانت سخاوت، دلیری، مشاورت، علمی دوراندیشی اور رحم دلی کی خصوصیات ہونی چاہئے۔۳

خوشحال خان خٹک اور پشتون قومیت

اگرچہ خوشحال خان خٹک کو پشتون قومیت کا جد امجد نہیں کہا جا سکتا، تاہم وہ پہلے پشتون دانش ور تھے جنہوں نے پشتون قومیت کو خالصتاً علمی انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے پشتون قومیت کو نئی جہت سے متعارف کروایا۔ ان کی شاعری میں پشتون قومیت کا عنصر اس وقت شدت اختیار کر گیا جب مغلوں نے انہیں جیل میں ڈالا۔ ان کے خیال میں پشتون قومیت کی سیاسی اور معاشرتی بقاء اس وقت ممکن ہے، جب تک وہ اپنی تہذیب اور ثقافت سے جڑے رہیں۔ خوشحال خان خٹک کے نزدیک پشتون قوم کو مغل تسلط سے آزاد ہونے کے لئے متحد ہونا پڑے گا اور انتھک کوشش کرنی پڑے گی اور انہیں قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دینی ہو گی۔ خوشحال خان خٹک کے قوم پرستانہ نظریات تعصب پر مبنی نہیں بلکہ وہ ذاتی شناخت اور ذاتی استحکام پر زور دیئے ہیں۔ انہوں نے مختلف خطوں میں رہائش پذیر پشتون قبائل کے مسائل اور مشکلات کا اچھی طرح جائزہ لیا ہے۔۴

وہ ایک امن پسند شخص تھے۔ ان کے قومی نظریات باہمی مشاورت رضا مندی اور تعمیری سوچ پر مبنی ہیں، اُن کے خیال میں باہمی مشاورت میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہوں گے اس کا حل اتنا ہی پائیدار اور بہتر ہو گا۔ انہی خصوصیات کی بدولت خوشحال خان خٹک کے پشتون قومیت کے نظریئے میں اخلاقیات کا پہلو نمایاں ہے۔ تاہم اس کے باوجود انہوں نے پشتون قومیت کو واضح جامع اور دلیرانہ انداز میں پیش کیا ہے۔اپنے ایک شعر میں وہ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں:

دافغان پہ ننگ مے وتڑلہ تورہ
ننگیالے دا زمانے خوشحال خٹک یم

ترجمہ: میں خوشحال خان خٹک زمانے کا ' ننگیالے ' ہو جس نے افغان قوم کی بقاء کے لئے تلوار اُٹھائی۔ ۵

مثالی حکمران اور اقتدارِاعلیٰ کا تصور

خوشحال خان خٹک اپنی 'دستار نامۂ میں ایک مثالی حکمران اور اقتدارِاعلیٰ کا ایک واضح تصور پیش کرتے ہیں۔ وہ مثالی حکمران کے لئے چیدہ اوصاف کا تعین کرتے ہیں۔ جس کی بدولت وہ کامیابی سے حکمرانی کر سکے۔ ان کے خیال میں ایک مثالی حکمران میں خودشناسی، گھڑ سواری، تیر اندازی، تیراکی، شکار، تصنیف و تالیف، بہادری، سخاوت، ذریعہ معاش، موسیقی، بچوں کی نگہداشت، مصوری جیسی خوبیاں ہونی چاہیے۔ ۶

بہادری کے وصف کو نمایاں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک بہادر حکمران کو اپنی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خاموشی اور مستقل مزاجی سے عوامی اور ملکی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو آگے بڑھانا چاہیے۔۷

بہادری کے ایک دوسرے پہلو کو نمایاں کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ بہادر حکمران کو دولت زر و جواہر اور تاج و تخت سے محبت نہیں کرنی چاہیے، اور موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ایسا حکمران جو بذاتِ خود بزدل ہو اور اپنی فوج سے دلیری کی امید رکھے تو یہ ایک احمقانہ سوچ ہے۔ ایک جنگجو اور بہادر حکمران مخالف فوج کی کثرت اور ہتھیاروں سے خوف زدہ نہیں ہوتا۔ وہ سیاسی فیصلوں میں بہادر ہوتے ہیں اور میدان جنگ میں خوف نہیں کھاتے۔۸

خوشحال خان خٹک شمشیر زنی کو بہادر حکمران کا ایک بنیادی وصف قرار دیتے ہیں۔ وہ بذاتِ خود ایک اچھے شمشیر زن تھے اور پسند کرتے تھے کہ ایک حکمران میدان جنگ میں یہی جوہر دکھائے۔اس سلسلے میں وہ حضرت محمدﷺ کی مثال دیتے ہیں، جن کی رہنمائی میں ان کے ساتھیوں نے مخالف قبائل اور دیگر سلطنتوں کو شکست سے دو چار کیا۔کیونکہ یہ ایک دلیر اور بہادر حکمران کی بدولت ہی ممکن ہے۔ دلیر کو لوگ موت کے بعد بھی یاد رکھتے ہیں۔ ایک بہادر حکمران کو عزت و وقار کا خیال رکھنا چاہیے، اور میدان جنگ سے پسپائی اختیار نہیں کرنی چا ہیے۔ اُنہیں ہمیشہ اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنانا چاہیے۔ خوشحال خان خٹک

کامثالی حکمران بہادر، شمشیرزن ہونے کے ساتھ ساتھ امن پسند بھی ہے۔ امن قائم رکھنے کے لئے وہ فوج کے استعمال پر بھی زور دیتا ہے تاکہ ریاست کو پیش آنے والی مشکلات کا سدباب کیا جاسکے۔۹

خوشحال خان اجتماعی خوشحالی کو اولین ترجیح دیتے ہیں حکمران کے لئے ضروری ہے کہ وہ امن قائم کرنے کے لئے ذاتی آسائشوں کو قربان کرے۔ کیونکہ اجتماعی امن ہی میں ذاتی اور انفرادی امن مضمر ہے۔ خوشحال کے خیال میں سخاوت کا وصف بھی حکمران کی شخصیت کا لازمی جز ہونا چاہیے۔ وہ لوگوں کی فلاح و بہبود پر اور ذخیری اندوزی کی روک تھام کے لئے حکمران پر زور دیتا ہے۔ سخاوت کے ساتھ ساتھ وہ بچت اور کفایت شعاری پر بھی زور دیتا ہے۔ فضول خرچی اور عیاشی وہ حکمران کے لئے مضر قرار دیتا ہے۔۱۰

خوشحال خان خٹک عہدوں پر موزوں اشخاص کی تعیناتی کے اصول پر زور دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حکمران کو اپنے حلقہ مشاورت میں قابل اور دانش ور لوگوں کو شامل کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر ریاستی امور خوش اسلوبی سے نہیں چل سکیں گے۔ رعایا میں مایوسی پھیلے گی۔ وہ ریاستی اداروں اور حکمران سے بد دل ہوں گے۔ نتیجتاً حالات ابتری کی طرف جائینگے۔ اور یہ حکمران اور رعایا کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی چپقلش کو جنم دے گا۔ لہذا وہ کسی صورت میں بھی نالائق شخص کی حکمرانی کوتسلیم نہیں کر تے۔۱۱

خوشحال خان کے مطابق ایک مثالی حکمران کو اپنے وقار اور دیانتداری پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایک بد دیانت شخص اچھا حکمران نہیں بن سکتا۔ ریاست کے وقار کو بچانے کے لیئے اسے سخت فیصلے بھی کرنے چاہیے۔ ایک حکمران کو اپنا مثالِ آپ ہونا چاہیے۔ یہاں پر خوشحال نرگسیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس طرح میں نے سخت حالات میں افغان قوم کی عزت و آبرو کو بچایا اور جائیداد اور پیسے کو فوقیت نہیں دی۔۱۲

خوشحال خان خٹک معیشت کو ریاست کی خوشحالی کا بنیادی جزو قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ایک اچھے حکمران کو اس پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، اور تمام وہ اقدامات کرنے چاہییں۔ جس کی بدولت وہ ریاست کے اقتصادی امور کو بہتر بنا سکتا ہے۔ اقتصادی طور پر مضبوط

ریاست ہی ایک بہتر فوج کو رکھ سکتی ہے۔ کمزور فوج ایک کمزور ریاست کی علامت ہے۔ مضبوط فوج کے بل بوتے پر ایک ریاست دوسرے اقوام پر غلبہ پا سکتی ہے۔۱۳

خوشحال خان خٹک تعلیم کو شہریوں کے لئے ضروری قرار دیتے ہیڈ۔ تعلیم یافتہ شہری ریاست کے مختلف اداروں کو بہتر افرادی قوت فراہم کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ خوشحال خان اپنی عائلی زندگی سے اسکی مثال دیتے ہیں۔ اس کی ایک بیٹی ایک عالم خاتون تھی، جس کی بے وقت موت پر خوشحال انتہائی افسردہ رہتے تھے۔ علمی معاشرے کو بنانے کے لئے حکمران کو عملی اقدامات اُٹھانے چاہیے۔۱۴

حکمران کے لئے دستار (پگڑی) کی اہمیت

خوشحال خان کہتے ہیں ایک مثالی حکمران دستار کو عزت کا نشان سمجھتے ہوئے پہنیں۔ یہ نہ صرف اس کو اپنے عوام کے لئے مثال بنا دے گا۔ بلکہ دوسری قومیں بھی اس سے اثر لیں گی۔ دستار سے منسلک ثقافت روایات اور خصوصیات بڑی اہم ہوتی ہیں۔ حکمران کو اس کا امین ہونا چاہیے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ دستار کو بہت سارے لوگ پہنتے ہیں، لیکن اس کے حقیقی حقدار بہت کم ہوتے ہیں۔ خوشحال خان دستار پر ایک پوری کتاب لکھتے ہیں، جس میں وہ ان تمام لوازمات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو دستار کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دستار کی فضلیت اسلام میں بھی ہے، جو مختلف احادیث سے واضح ہے۔ خوشحال کے خیال میں پیغمبر اسلام کے بعد چار خلفاء راشدین دستار کے اصل حقدار تھے۔ خوشحال ہندوستان کے چند حکمرانوں کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ جن کو وہ دستار کے حقدار سمجھتے ہیں۔ یہاں خوشحال دستار کی فضلیت کو مذہبی پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دستار کے ساتھ تاریخ کے علم اور فلسفے کو جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکمران کو تاریخی حقائق کا علم ہونا چاہئے۔ اسے جہاد کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ان کے خیال میں جہاد صرف بیرونی قوتوں سے نہیں کیا جاتا بلکہ ریاست کے اندر جو نا انصافی اور ظلم ہوتا ہے، اس کے خلاف بھی جہاد ہونا چاہیے۔ یہی چیز ایک حکمران کی فضلیت اور قدر و منزلت کو بڑھاتی ہے۔ ۱۵

فیصلہ سازی میں مشاورت کی اہمیت

فیصلہ سازی مشاورت کو میں ایک خاص اہمیت ہے۔ خوشحال خان کو مشاورت کی اہمیت کا ادراک تھا۔ وہ پیغمبر اسلام اور خلفائے راشدین کی طرز حکمرانی سے مشاورت کی مثالیں دینے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام بہت زیرک انسان تھے لیکن اس کے باوجود وہ صحابہؓ سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ خوشحال خان کے خیال میں یہ ایک دانشمندانہ فعل ہے۔ مشاورت اجتماعی دانش کو جنم دیتی ہے۔ جس سے فیصلہ سازی کے مثبت نتائج آتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر حکمران اپنے آپ کو عقل کل سمجھ لے۔ تو پھر اس کے نتائج نہ صرف منفی آتے ہیں، بلکہ اس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔۱۶ حکمران کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مشاورت کے عمل میں حصہ دار بنانا چاہیئے۔ کیونکہ ریاست میں صرف ایک طبقہ نہیں ہوتا۔ بلکہ کئی ایک طبقات، نسلوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ریاست کے شہری ہو سکتے ہیں۔ زیادہ لوگوں کو جب مشاورت میں شامل کیا جاتا ہے۔ تو سب کو نمائندگی مل جاتی ہے۔ تمام طبقات، کے مسائل سامنے آ جاتے ہیں۔ غلط فہمیاں دور وہ جاتی ہے۔ اور محرومیاں دور کرنے کے لئے صحیح سمت میں فیصلہ سازی کے لئے اقدامات اُٹھائے جاتے ہیں۔ ۱۷

خوشحال خان کے سیاسی فلسفے میں اخلاقیات کا پہلو

خوشحال خان کی نظر میں حکمران کو معاشرے کے اخلاقی لوازمات اور قدروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور کبھی اس پر سمجھوتا نہیں کر نا چاہیے۔ وہ پشتون قومیت اور اتحاد کے بڑے داعی تھے۔ لیکن پشتون معاشرے کی اخلاقی پستی کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور اخلاقی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر اقبال اس کو پشتون قوم کا حکیم سمجھتے ہیں۔ اقبال کے خیال میں خوشحال خان پشتونوں کے بارے میں حقیقت پسندانہ رائے رکھتے ہیں۔ خوشحال خان پشتون قوم کی تین خامیوں کا تذکرہ کرتے ہیں: کہ پشتونوں میں جاہلیت، اعتماد کا فقدان اور نااتفاقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔۱۸
خوشحال خان خٹک امن پسند انسان تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں جنگ پر امن

کو ترجیح دی کہ جنگ آخری حربہ ہے۔ مسائل کو گفت و شنید کے ساتھ حل کرنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خوشحال خان نے خود اپنے مخالفین کے خلاف جنگیں لڑی ہیں۔ خوشحال خان اس کا دفاع یوں کرتے ہیں کہ یہ جنگیں کسی مال و دولت کے حصول کے لئے نہیں لڑی گئیں بلکہ یہ امن کو برقرار رکھنے کے لئے اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لئے لڑی گئیں۔ خوشحال خان کے خیال میں مذہب کی سربلندی کی لئے بھی جنگ لڑنی چاہیے۔ خوشحال خان کے خیال میں ایک مثالی حکمران میں سچائی، بہادری، پختہ عزم، شرافت، پرہیزگاری انسانیت اور درگزر کی خصوصیات ہونی چاہئے۔ ۱۹

نتیجہ

خوشحال خان خٹک کی تصنیف و تالیف عملی زندگی سے کشید کئے گئے تلخ تجربات کا ایک جامع نچوڑ ہے۔ مغلوں کا اس حد تک ساتھ دیا کہ پشتونوں کو کچل ڈالا۔ کیونکہ ان کے خیال میں مغل سلطنت ایک صحیح مسلم ریاست تھی۔لیکن حالات نے ایسی کروٹ لی کہ مغلوں نے بغیر کسی قصور کے خوشحال خان خٹک جیل میں ڈالا۔ زندگی کے ان تلخ تجربات سے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اقتدار کی خاطر نظریات ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور مفادات کا حصول ہی پھر اصل مقصد ہوتا ہے۔ اُن کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ دوبارہ پشتونوں کو یکجا کرنے کی حتیٰ الواسع کوشش کرتے ہیں اس کی تصنیف و تالیف نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

پشتون قوم کو متحد کرنے کے لئے اور ان کو اقتدار کے ایوانوں تک پہنچانے کے لئے وہ ایک مثالی حکمران کے مختلف اوصاف کو اپنی تصنیف و تالیف کا محور بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مضبوط معیشت کو مضبوط ریاست کا ایک لازمی عنصر قرار دیتے ہیں۔تعلیم و تربیت پر زور دیتے ہیں۔ اور پشتونوں کو اس پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج کے تمام جمہوری ممالک پارلیمنٹ کو مشاورت کے ایک اہم ادارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اور دنیا کی اقوام نے اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔ خوشحال خان خٹک زندگی کے تجربات کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ وہ مشاورت کے عمل کو اصول

حکمرانی اور سیاسی فیصلہ سازی کا اہم جزو گردانتے ہیں اور پشتونوں کو واضح ہدایات دیتے ہیں کہ وہ فیصلہ سازی کے عمل میں مشاورت کو اہمیت دیں۔ لہذا خوشحال خان کی تصنیف و تالیف بھی حکمرانوں کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اخلاقیات کا حکمران کے طرز حکمرانی سے گہرا تعلق ہے۔ آج کی جدید دنیا میں بھی حکمران کی اخلاقی پہلو کو انتہائی اہمیت دیتے ہیں۔خوشحال خان اپنی تحریروں میں اخلاقیات پر بھر پور توجہ دیتے ہیں۔ خوشحال کی تحریریں اس حوالے سے آج بھی موجودہ عملی سیاست کے میدان میں موثر ہیں۔

خوشحال خان کی تحریروں سے امن کا پیغام ملتا ہے۔ آج کی دنیا میں وہ ممالک زیادہ خوشحال اور ترقی یافتہ ہے، جو داخلی طور پر زیادہ پُرامن ہیں۔

حوالہ جات

1- Hamida Bibi, H. K. (2017). Khushal Khan Khattak and his political thoughts . NIHCR , 1-22

2- Muhammad, N. (2009). Khushal Khan Khattak, s Educational Philosophy . Peshawar .

3- Naseem, A. (2007). Dastar nama of Khushhal Khan Khattak. Peshawar : Pashtho Academy

4- Hamida Bibi, H. K. (2017). Khushal Khan Khattak and his political thoughts . NIHCR , 1-22

5- Rasool, M. S. (2001). Armaghan-e-Khushal. Peshawar : University Book agency .

6- Naseem, A. (2007). Dastar nama of Khushhal Khan Khattak. Peshawar : Pashtho Academy

7- M.A, B. C. (1890). Selection from the poems of Khushal Khan Khattak . London.

8- Feroziuddin, D. M. (2007). Life and Works of the Illustrious Khushal Khan Khattak (Chieftain of Khattaks). Peshawar : Pashtho Academy .۔

9- Rasool, M. S. (2001). Armaghan-e-Khushal. Peshawar : University Book agency .

10- Feroziuddin, D. M. (2007). Life and Works of the Illustrious Khushal Khan Khattak (Chieftain of Khattaks). Peshawar : Pashtho Academy .۔

11- Feroziuddin, D. M. (2007). Life and Works of the Illustrious Khushal Khan Khattak (Chieftain of Khattaks). Peshawar : Pashtho Academy .
12- Feroziuddin, D. M. (2007). Life and Works of the Illustrious Khushal Khan Khattak (Chieftain of Khattaks). Peshawar : Pashtho Academy .
13- Khattak, G. K. (2002). Khushal Khan : the Afghan warrior poet and philosopher.
14- Feroziuddin, D. M. (2007). Life and Works of the Illustrious Khushal Khan Khattak (Chieftain of Khattaks). Peshawar : Pashtho Academy .
15- Naseem, A. (2007). Dastar nama of Khushhal Khan Khattak. Peshawar : Pashtho Academy .
16- Naseem, A. (2007). Dastar nama of Khushhal Khan Khattak. Peshawar : Pashtho Academy .
17- Khattak, G. K. (2002). Khushal Khan : the Afghan warrior poet and philosopher.
18- Kamil, D. M. (1952). Kulliyat-e-Khushal Khan Khattak . Peshawar .
19- Ahmad, S. (2006). Swat nama of Khushal Khan Khattak. Peshawar : Pushtho Academy .